مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوّت

کراچی

مرزا غلام احمد قادیانی کافر اور

دھوکہ باز تھا اس نے قرآنی آیات کو غلط معنی

پہنائے اور منصوبہ بندی کے ساتھ خود کو نبی اور

مسیح منوانے کی کوشش کی اسکی تمام پیشگوئیاں

غلط نکلیں

وفاقی شریعت عدالت کا فیصلہ

جلد ۳

۱۳ تا ۲۹ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۹ تا ۱۵ نومبر ۱۹۸۴ء

شمارہ ۲۱

شمائل نبویؐ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

حدثنا عیسیٰ بن عثمان بن عیسیٰ بن عبد الرحمٰن الرملی حدثنی عمی یحییٰ بن عیسیٰ الرملی عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هریرة قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقوم یصلی حتے تنتفخ قدماہ فیقال لہ یا رسول اللہ اتفعل ھٰذا قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا۔

۳۔ نیز ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز اتنی طویل پڑھتے کہ آپؐ کے قدم مبارک پر ورم کر آتے، آپؐ سے عرض کیا گیا کہ آپؐ اتنی طویل نماز پڑھتے ہیں حالانکہ آپؐ کے سب گناہ اوّلین وآخرین معاف ہو چکے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

فائدہ امام ترمذیؒ نے اہتمام کی وجہ سے تین طریقوں سے اس مضمون کو ذکر کیا ان روایات پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف طریقوں سے طاقت سے زیادہ مجاہدات اور عبادات کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ لیکن حق ہے کہ آدمی صرف عبادات کے لیے پیدا کیا گیا ہے حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمادیا کہ میں نے جن وانس کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ جب یہی اصل مقصد پیدائش کا ہے۔ تو اس میں جتنا بھی اضافہ اور اہتمام اور زیادتی ہوگی۔ وہ ممدوح اور پسندیدہ ہوگی اس کے بعد زیادتی کی ممانعت جہاں جہاں وارد ہوئی ہے وہ عوارض کی وجہ سے ہے۔ جہاں کوئی عارض اور مانع پیش آجائے گا۔ وہاں یہ مستحسن ہوجائے گی۔۔ منجملہ ان عوارض کے اکتا جانا اور گھبرا کر بالکل ترک کردینا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ نہ بھاگ کر چلنا نہ اکھڑ کر گرنا۔ احادیث منع میں اس طرف اشارہ ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعمال اسی قدر کرو جتنے کا تحمل ہو سکے۔ اللہ جل شانہٗ ثواب عطا کرنے سے دریغ نہیں فرماتے جب تک کہ تم عمل سے نہ اکتا جاؤ اسی لیے علماء مجاہدات کی زیادتی سے روکتے ہیں۔ کہ مبادا اکتا کر بالکل ہی ترک ہوجائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اس سے بہت بلند تھی۔ وہاں اکتا جانے کا کیا احتمال ہوسکتا ہے جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اور کیوں نہ ہوتی جب کہ نماز اللہ کے ساتھ راز ونیاز ہے۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے مخلص بندے کے لیے آقا کے ساتھ سرگوشی میں جتنی بھی لذت ہو قرینِ قیاس ہے۔ اکتاوے وہ جو اس لذت سے محروم ہو۔ اسی طرح دوسرا مانع جو احادیث میں وارد ہوا۔ ہے حقوق لازمہ کی ادا میں

بقیہ صـ۱۷ پر

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت

جلد نمبر ۳

شمارہ نمبر ۲۱

فہرست

۱	خصائل نبوی حضرت شیخ الحدیث	۲
۲	ابتدائیہ محمد سعید جلالپوری	۵
۳	قادیانیت ایک دہشت پسند سیاسی تنظیم مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۶
۴	صدر مملکت کا جرأت مندانہ اقدام	۱۸
۵	وفاقی شریعت عدالت کا فیصلہ	۲۱
۶	سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری محمد اسماعیل شجاع آبادی	۲۳

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ـــــ ۷۰ روپے
ششماہی ـــ ۴۰ روپے
سہ ماہی ـــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۳۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/A ساشہ مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

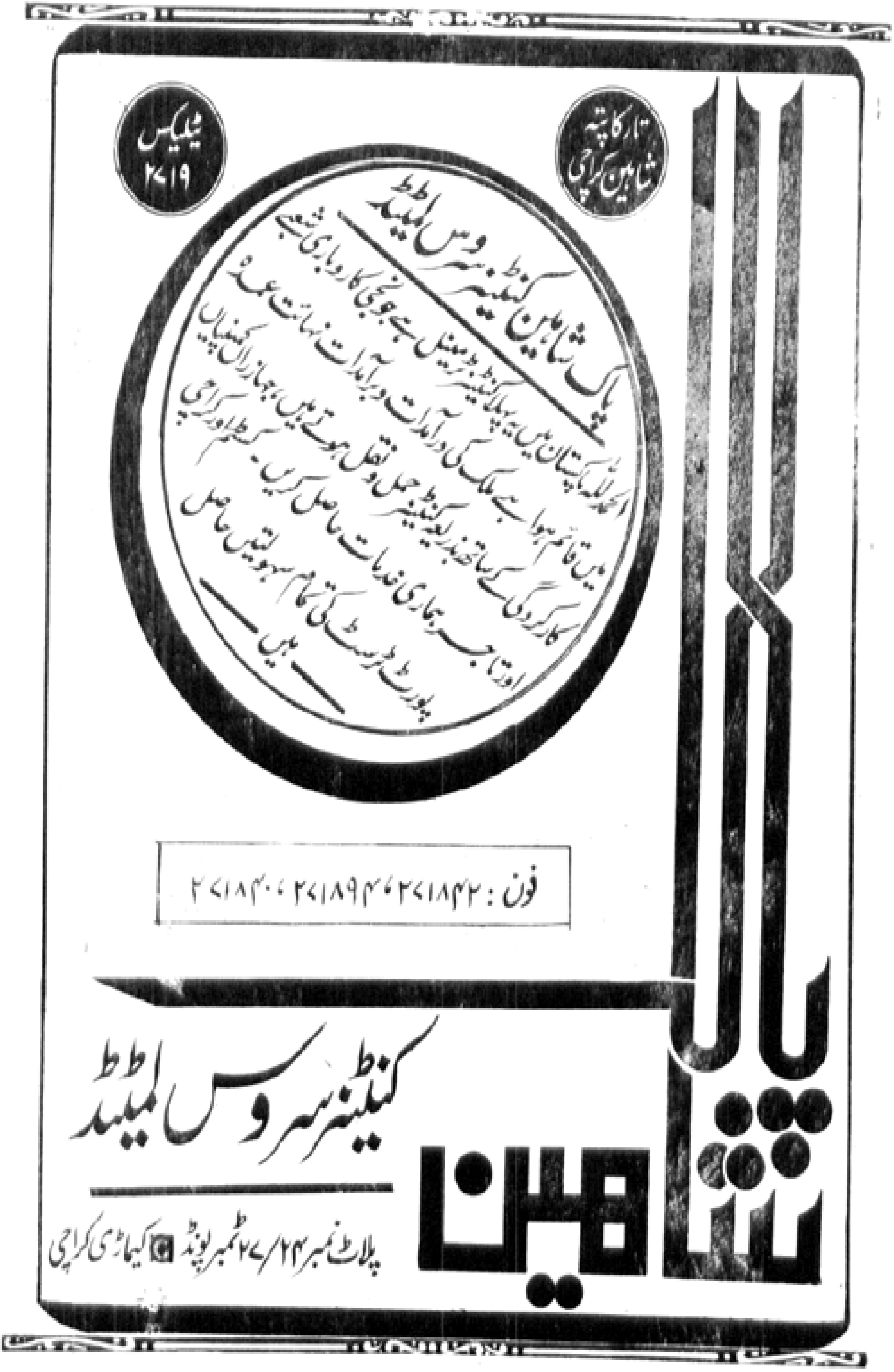
تار کا پتہ
شاہین کراچی
ٹیلیکس
۲۷۱۹
پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ
الحمدللہ پاکستان میں یہ پہلا کنٹینر ٹرمینل ہے جو نجی کاروباری شعبہ
میں قائم ہوا ہے۔ ملک کی درآمدات و برآمدات نہایت عمدہ
کارکردگی کے ساتھ بذریعہ کنٹینر حمل و نقل ہوتے ہیں۔ جہاز راں کمپنیاں
اور تاجر ہماری خدمات حاصل کریں۔ کسٹم اور کراچی
پورٹ ٹرسٹ کی تمام سہولتیں حاصل ہیں
فون: ۲۷۱۸۴۲، ۲۷۱۸۹۴، ۲۷۱۸۴۰
پاک شاہین
کنٹینر سروس لمیٹڈ
پلاٹ نمبر ۲۴/۲۷ ٹمبر پونڈ کیماڑی کراچی

اداریہ

نفاذِ اسلام میں تساہل تباہی کا موجب ہوگا

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے قانون شہادت ۱۹۸۴ء کے نام سے ایک حکم جاری کیا ہے تاکہ پاکستان میں قرآن و سنت کے مطابق قانون شہادت نافذ کیا جائے۔ یہ حکم کابینہ کی منظوری کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل اور مجلس شوریٰ کی سفارشات، صوبائی حکومتوں کے تبصروں اور وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس اور دو عالم ججوں پر مشتمل کمیٹی کے خیالات پاکستان کے قانونی کمیشن کی رپورٹوں کے بعد جاری کیا گیا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۹۔ اکتوبر ۸۴ء)

قانون شہادت کی نظامِ عدل میں وہی حیثیت ہے جو انسانی جسم میں ریڑھ کی ہڈی کی۔ کیونکہ اسی کی بنا پر دیوانی فوجداری مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر کسی نظامِ عدل کا قانون شہادت کمزور ہو تو انصاف کے تقاضے یا تو سرے سے پورے نہیں ہوتے یا اس قدر پیچیدگی پیدا ہوجاتی ہے۔ کہ فریقین کا کچومر نکل جاتا ہے۔ اور حصول انصاف کے لیے اس قدر بھاری اخراجات اٹھانے پڑتے ہیں۔ جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اس بات کا تجزیہ کرنا کہ صدارتی حکم کے ذریعہ نافذ ہونے والا قانون شہادت کہاں تک کامل و مکمل اور فقہ اسلامی کا آئینہ دار ہے۔ ہمارا موضوع نہیں۔ البتہ سردست ہم اس کا جائزہ لینا چاہیں گے۔ کہ اسلامی قانون ہی ایک ایسا قانون ہے۔ جس کو بحیثیت دین و مذہب بارگاہ الٰہی سے نہ صرف پسندیدگی کا شرف حاصل ہے بلکہ قیامت تک کے انسانوں کی فلاح کو بھی اسی سے وابستہ رکھا گیا۔ یہ ایک ایسا نظام ہے۔ جو معاشی، معاشرتی اور عصری تمام تقاضوں کو احسن طریق پر پورا کرتا ہے۔ نیز اس کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔ کہ نفاذ اسلام میں تاخیر یا سستی کے عمل سے آئندہ قوم و ملک اور خود اسلام پر کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں۔ اور آپؐ پر سلسلہ نبوت ختم کردیا گیا۔ جیسے آپؐ کی نبوت ہمہ گیر ہے۔ ویسے ہی آپؐ کا لایا ہوا دین بھی تمام ادیان سماویہ سے کامل و مکمل ہے۔ جو زندگی کے تمام پہلوؤں اور ہر ہر مسئلہ کا حل پیش کرتا ہے —— یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک کے تمام انسانوں کی صلاح و فلاح کے لیے منتخب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"ان الدین عند اللہ الاسلام"
(آل عمران)

بے شک دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمانی حکم برداری۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اس سے کہیں زیادہ وضاحت سے مزید ارشاد ہوتا ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

آج میں پورا کرچکا تمہارے لیے دین تمہارا

وَرَضِیتُ لَکُمُ الاِسلَامَ دِیناً (مائدہ)

اور پورا کیا تم پر احسان (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لائے ہوئے دین کو "وَرَضِیتُ لَکُمُ الاِسلَامَ دِیناً" سے تعبیر فرمانے کی غرض اور حکمت پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ ایسا دین ہے۔ جو زندگی کے تمام تقاضوں کو احسن طور پر پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ چاہے وہ عبادات و معاملات کے قبیل سے ہوں یا معاشی و معاشرتی شعبہ سے متعلق ہوں۔ غرض ان کا تعلق مقننہ سے ہو یا عدلیہ سے اسلام میں اس کا حل موجود ہے کیونکہ اسلام ایک ایسا دین ہے جو فرد سے لے کر قوم و ملک اور معاشرہ تک کے لیے یکساں طور پر واضح اور راہ نما اور اصول متعین کرتا ہے۔

گویا کوئی قوم، ملک اور معاشرہ اس وقت تک صحیح معنیٰ میں چین و سکون کی زندگی نہیں بسر کر سکتا۔ جب تک کہ اسلامی نظام زندگی کو اپنے ماحول اور دائرہ کار میں رائج نہ کرے۔ یہی وہ فکر جس کی خاطر مسلمانان ہند نے حصولِ پاکستان کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے سے دریغ نہ کیا۔ لیکن افسوس کہ پاکستان بن جانے کے بعد اربابِ اقتدار کی آنکھیں "جلوہ دانش فرنگ" سے خیرہ ہوگئیں اور انہوں نے نفاذ اسلام کو فرسودگی اور رجعت پسندی کا نام دیکر طاق نسیان کے حوالہ کر دیا۔ خدا خدا کر کے وہ صبر آزما دور ختم ہوا۔ اور ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ کی جنرل محمد ضیاء الحق کے اسلامی حدود کے اعلان سے نفاذِ اسلام کی کشتی ساحل مراد پر آتے دکھائی دینے لگی تھی۔ مگر کاش کہ اتنا طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود عملی طور پر اس میں کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہو سکی۔ بلکہ اُسے مزید پیچیدگیوں میں الجھا دیا گیا ـــــ اس سے بھی زیادہ تشویشناک امر یہ ہے کہ اس سست روی سے جہاں مسلمانوں میں بے چینی پھیل رہی ہے وہاں ایک ٹولہ اسلام دشمن عناصر کو قرآن و سنت کے منصوص قوانین میں ترمیم و تنسیخ کا موقعہ فراہم کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ان نامسعود مساعی کے لیے یوں کہہ سکیں گے اگر اس میں واقعی ترمیم و تنسیخ کی کوئی گنجائش نہ تھی تو اس کو اوّل وہلہ میں نافذ کرنے کے بجائے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے علاوہ کابینہ کی منظوری، اسلامی نظریاتی کونسل اور مجلس شوریٰ کی سفارشات، صوبائی حکومتوں کے تبصروں، وفاقی شرعی عدالت کے ججوں کے خیالات اور قانونی کمیشن کی رپورٹوں کی کیا ضرورت تھی؟ اسی لیے ہم جناب صدر سے گذارش کریں گے۔ کہ جب اسلامی قانون اپنی جگہ ایک کامل و مکمل دستور حیات ہے۔ اسے "تبصروں، رپورٹوں" کے رحم و کرم پر چھوڑنے کے بجائے اور یکبارگی نافذ کر دیا جائے ـــــ ہمارے خیال میں اگر جناب صدر اقتدار سنبھالتے ہی نفاذ اسلام کا اعلان کر دیتے تو جہاں معاندین اپنے ناپاک عزائم میں ناکام ہو جاتے وہاں اس بحث و مباحثہ اور ردوکد کی ضرورت بھی پیش نہ آتی۔ اور نہ ہی مسلمانوں کے دلوں میں حکومت کے خلاف اسلام کی شکل و صورت کے مسخ کرنے کے خدشات پیدا ہوتے۔ آخر میں ہم پھر یہی گذارش کریں گے کہ انتخابات کے انعقاد سے پہلے پہلے نفاذ اسلام کا اعلان کر دیا جائے تو یقیناً تلافی مافات ہو جائیگی۔

سعید الرحمٰن جلالپوری

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب
لدھیانوی

قادیانیت
ایک دہشت پسند سیاسی تنظیم

عام طور سے قادیانیت کو صرف ایک مذہبی تحریک سمجھا گیا ہے، جس کے عقائد و نظریات قرونِ وسطیٰ کے "قرامطہ" اور "باطنیہ" کے مماثل ہیں۔ لیکن قادیانیت کے آغاز اور اس کے نشوونما اور اس کی سرگرمیوں کے سیاسی آثار و نتائج کا جائزہ لیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ قادیانیت ایک دہشت پسند خفیہ سیاسی تنظیم ہے جس نے مخصوص اغراض و مصالح کی خاطر اپنے سیاسی چہرے پر مذہبیت کی نقاب پہن رکھی ہے ـــــ قادیانی سرگرمیوں کا محور ہمیشہ مندرجہ ذیل نکات رہے ہیں۔

۱ـ مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر ان میں انتشار و افتراق پیدا کرنا۔

۲ـ مسلمانوں کو ان کی مذہبی و سیاسی قیادت سے بدظن کرنا

۳ـ مسلمانوں کو ان کے مستقبل سے مایوس دلانا۔

۴ـ مسلمانوں کے جذباتِ حریت و جہاد کو کچل کر انہیں مغربی استعمار کی ذہنی و جسمانی غلامی کے لئے تیار کرنا۔

۵ـ مسلمانوں کے عقائد میں شکوک و شبہات پیدا کر کے اسلام سے مایوس، متنفر اور برگشتہ کرنا۔

۶ـ انگریزی تسلط کو رحمتِ خداوندی بنا کر مسلمانوں کو ترک جہاد پر آمادہ کرنا۔

۷ـ مسلمانوں کے حریت پسند افراد کے کوائف انگریز کو مہیا کرنا۔

۸ـ ملت اسلامیہ کی سطوت و شوکت کو سبوتاژ کر کے اس کے ملبہ پر قادیانیت کا محل تعمیر کرنا۔

قادیانیوں نے مذکورہ بالا مقاصد کو ایسے مخفی طریقہ سے انجام دینے کی کوشش کی کہ مسلمانوں کو کانوں کان اس کی خبر نہ ہو سکے۔ اور کسی کو قادیانیت کے اصل عزائم تک رسائی حاصل کرنے کا کوئی راستہ نہ مل سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ مذہبی محاذ پر قادیانیت کا شدید تعاقب کیا گیا۔ لیکن ان کی سیاسی سرگرمیاں عام نظروں سے اوجھل رہی ہیں۔ اور آج بھی "زیرِ زمین تنظیم" کی طرح کسی کو کچھ خبر نہیں کہ قادیانیت اندرونِ خانہ کیا کچھ کر رہی ہے۔ ذیل میں حقائق و واقعات کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

مغربی یورش اور اس کا ردِعمل

اٹھارویں صدی عیسوی میں مغرب کے جارحانہ سیاسی و استعماری عزائم نے کروٹ لی۔ اور چند سالوں میں پوری دنیا اس کے استعماری سیلاب کی زد میں آ گئی۔ اور دنیا کی بہت سی آزاد ریاستیں مغرب کی نوآبادیات میں شامل ہو گئیں۔ انگریز، فرانسیسی اور پرتگالی درندے اسلامی ممالک کو تاراج کرتے ہوئے آندھی کی طرح دنیا پر چھا گئے۔ اسلامی ممالک میں انگریز اور دیگر استعمار پسندوں کو مسلمانوں کی جانب سے "جہاد" کے تلخ تجربوں سے دوچار ہونا پڑا۔ مغربی استعمار نے مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو کچلنے، انہیں فرنگی سیاست کے وفادار بنانے اور صدیوں تک یورپ کی ذہنی غلامی میں مجبور رکھنے کے لئے متعدد اقدامات کئے۔ جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ البتہ صرف ایک نکتہ ہماری بحث سے متعلق ہے اور وہ ہے "قادیانیت اور انگریز"۔

غداروں کی تلاش

تاریخ شاہد ہے کہ مغربی اور انگریزی استعمار کا استحکام ان بے ضمیر افراد کا رہینِ منت ہے جنہوں نے مغرب کے کافرانہ نظام سے وفاداری اور اسلام اور وطن سے غداری میں

کوئی جھجک محسوس نہیں کی اور جو ہر قوم و ملت کو اپنی ذاتی غرض کی خاطر غلام رکھنا چاہتے تھے۔ شاطران افرنگ کو ہر ملک میں ایسے ضمیر فروشوں کی ہمیشہ ضرورت رہی اور وہ ان کی تلاش میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہوتے۔

خود ہندوستان میں انگریزی راج کے قیام کے موقعہ پر اگر ایک طرف سلطان ٹیپو شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ ایسے مجاہدین اسلام کی سربلندی کے لئے جان بازی اور سرفروشی کی تاریخ اپنے خون سے رقم کر رہے تھے، تو دوسری طرف میر جعفر اور میر صادق ایسے غدارانِ اسلام ضمیر فروشی میں نام پیدا کر رہے تھے — انگریز کے قدم سرزمینِ ہند میں راسخ ہوتے تو انہیں ہر سطح اور ہر طبقہ کے لوگ "سرکاری خدمات" کے لئے میسر آئے۔ لیکن بدقسمتی سے اب تک ایک "سرکاری نبی" کی نشست خالی تھی۔ انگریز ایسے غدارِ اعظم کی تلاش میں کس قدر سرگرداں تھا؟ — اس کا انکشاف ایک برطانوی دستاویز "دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا" سے ہوتا ہے۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم "عجمی اسرائیل" میں اس دستاویز کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اس راز کی گرہ ایک برطانوی دستاویز "دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا" (برطانوی سلطنت کا ہندوستان میں ورود) سے کھلتی ہے ۱۸۶۹ء میں انگلینڈ سے برطانوی مدبروں اور مسیحی راہنماؤں کا ایک وفد اس بات کا جائزہ لینے کے لئے ہندوستان پہنچا کہ ہندوستانی باشندوں میں برطانوی سلطنت سے وفاداری کا بیج کیونکر بویا جا سکتا ہے اور مسلمانوں کو رام کرنے کی صحیح ترکیب کیا ہو سکتی ہے؟ اس زمانہ میں جہاد کی روح مسلمانوں میں خون کی طرح دوڑ رہی تھی۔ اور یہی انگریزوں کے لئے پریشانی کا سبب تھا۔ اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں دو رپورٹیں پیش کیں، ایک سیاست دانوں نے، ایک پادریوں نے، جو محولہ نام کے ساتھ یکجا شائع کی گئیں۔ اس مشترکہ رپورٹ میں درج ہے کہ:

"ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھادھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو "اپاسٹالک پرافٹ" (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو بہت سے لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے لیکن مسلمانوں میں ایسے کسی شخص کو ترغیب دینا مشکل نظر آتا ہے، یہ مسئلہ حل ہو جائے تو پھر ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھایا جا سکتا ہے اور کام لیا جا سکتا ہے۔ اب کہ ہم پورے ہندوستان پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان جمہور کی داخلی بے چینی اور باہمی انتشار کو ہوا دینے کے لئے اس قسم کے عمل کی ضرورت ہے۔"

(عجمی اسرائیل صفحہ ۱۹)

قادیاں کا غدارِ اسلام خاندان

ہندوستان میں اگرچہ بہت سے لوگ انگریزی نظامِ کفر کے آلۂ کار تھے۔ لیکن قادیاں میں ایک ایسا غدارِ اسلام مغل خاندان بھی موجود تھا جو اسلام اور کفر کی جنگ میں ہمیشہ کفر کی حمایت و رفاقت کا خوگر تھا۔ یہ قادیاں کے ظلی نبی (یا برطانوی دستاویز کی اصطلاح میں حواری نبی) مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان تھا — چنانچہ:

۱ — اس حواری نبی کا والد مرزا غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں سمیت سکھا شاہی دور میں سکھ فوج میں داخل ہوا اور ایک پیادہ فوج کے کپتان کی حیثیت سے پشاور روانہ کیا گیا۔ اور وہاں اس نے ان مجاہدینِ اسلام کے سر قلم کئے جو سکھوں کے جور و ستم کو مٹانے اور اسلام کی سربلندی کے لئے برسرپیکار تھے۔

شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ سکھ فوج میں شامل ہو کر مرزا غلام مرتضیٰ نے جن مجاہدینِ اسلام کے سر قلم کئے وہ کون تھے؟ یہ تیرھویں صدی کے مجدد امیر المؤمنین

سید احمد شہید بریلویؒ کی فوج تھی۔ جو شمال مغربی سرحد پر
اسلام کی سربلندی کے لئے سکھوں کے مظالم کا صفایا کرنے
کے لئے سربکف تھی، اور انگریزوں کے حواری نبی کا باپ
اسلام اور کفر کی اس جنگ میں کفر کا جرنیل تھا۔

۲ — ۱۸۵۷ء میں ہندوستان نے انگریزوں کو مار بھگانے
کے لئے آخری جنگ لڑی۔ پورا ملک انگریزوں کے خلاف
شعلہ جوالہ بنا ہوا تھا۔ لیکن قادیاں کے مرزا غلام مرتضےٰ نے
پچاس گھوڑوں اور جوانوں سے انگریز کو مدد دی تھی۔
جب کہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے ان دنوں اس کے
باپ کو بے حد معاشی تنگی تھی۔

۳ — مرزا غلام مرتضےٰ کے بڑے لڑکے اور حواری نبی کے
بڑے بھائی مرزا غلام قادر نے مشہور سفاک جرنل نکلسن
کی فوج میں ۴۶ نمبر انفنٹری کے باغیوں کو بھون ڈالا
اور ان باغیوں کو صرف گولی ہی سے نہیں اڑایا بلکہ
ان کا مثلہ کیا۔ انہیں درختوں سے باندھ کر اعضاء قطع
کئے۔ ان کو نذرِ آتش کیا، ان پر ہاتھی چڑھائے، ان
کی ٹانگیں چیر کر رقصِ بسمل کا تماشہ دیکھا۔
یہ وہی انگریز خونخوار جرنل تھا جو اپنی حکومت سے باغیوں
کی زندہ کھال کھینچ لینے کی اجازت کے لئے قانون بنانے
کا مطالبہ کر رہا تھا۔

مرزا غلام احمد نے نہ صرف ان جلادوں کی سفاکیوں پر
صاد کیا ہے بلکہ ان کے باپ اور بھائی نے ان معرکوں میں
شامل ہو کر کفر کی جو حمایت کی تھی مرزا غلام احمد نے اس
کو بڑے فخر و مباہات سے بار بار ذکر کیا ہے۔

۴ — مرزا غلام احمد نے اپنی کتابوں میں انگریز کے اعلیٰ
افسروں کی ان چٹھیات کا ذکر بھی بڑے فخر سے
کیا جن میں انہوں نے قادیان کے اس غدّار اسلام
خاندان کی جلیل القدر خدمات انگریزی کا اعتراف بڑی
فراخ دلی سے کیا۔ مسٹر ولسن نے لکھا

"ہم خوب جانتے ہیں کہ بلاشک تمہارا خاندان
سرکار انگریزی کے ابتدائی عمل و دخل ہی سے
گورنمنٹ انگریزی کی جاں نثاری، وفا کیشی، رثابت
قدم رہا ہے۔ تمہارے حقوق فی الواقع قابل
قدر ہیں۔ جن کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔
موقعہ مناسب دیکھ کر تمہارے حقوق و فوائد
پر توجہ کی جائیگی۔ تم لوگ ہمیشہ سرکار انگریزی
کے ہوا خواہ اور جاں نثار رہو، کیونکہ اس میں
سرکار کی خوشنودی اور تمہاری بہبودی ہے"

اور مسٹر رابرٹ کسٹ کمشنر لاہور نے لکھا:۔

"چونکہ آپ ہمیشہ انگریز گورنمنٹ کے ہوا
خواہ، خیرخواہ، رفیق کار اور مددگار رہے
اس لئے اس خیرخواہی و خیر سگالی کے انعام
میں تمہیں مبلغ دو صد روپیہ بطور خلعت
عطا کیا جاتا ہے"

۵ — مرزا غلام احمد قادیانی اپنے خاندان کی اسلام کے
خلاف غداریوں پر شرمندہ نہیں بلکہ اس پر فخر کرتے
ہوئے لکھتا ہے:۔

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس
گورنمنٹ کا پکا خیرخواہ ہے۔ میرا والد
غلام مرتضےٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار
اور خیرخواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں
کرسی ملتی تھی، اور جن کا ذکر مسٹر گریفن
کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے۔ اور
۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے
بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی
پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ
غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں
دیئے تھے، ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات
خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں مجھے افسوس
ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں،
(ورنہ یہ وصیت کرتا کہ ان کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں
میرے ساتھ میری قبر میں دفن کی جائیں۔
تاکہ قیامت کے دن میرے خاندان کی اسلام
سے غداری کی سند میرے ہاتھ میں ہو۔ ناقل)

انگریز حیثیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان
کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں، پھر
میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا
بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں
مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گذر پر مفسدوں
کا (یعنی مسلمان حریت پسندوں کا۔ ناقل)
سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو
وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں
شریک تھا۔"

(اشتہار واجب الاظہار ملحقہ کتاب البریہ ص ۳ تا ۶)

- جنرل نکلسن بہادر نے مرزا غلام قادر کو ایک سند دی جس میں یہ لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے دوسرے تمام خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا۔ (سیرت مسیح موعود از مرزا محمود ص ۵)

- دی ارانیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا" میں جس "ظلی نبی" کی تلاش کو ایک اہم ترین ضرورت قرار دیا گیا تھا۔ وہ "حواری نبی" قادیان کے اسی غدارِ اسلام خاندان سے مہیا ہو سکتا تھا۔ اور یہ مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس نے دعویٰ کیا کہ:

"میں بموجب آیت واخرین منھم لما
یلحقوا بھم۔ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء
ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے
براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا
ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہی وجود قرار دیا۔
میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں
اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع
نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس
ہیں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۸ مرزا غلام احمد قادیانی)

- مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی انگریزوں کی وہی خدمات انجام دیں جو اسے ورثہ میں ملی تھیں۔ مگر یہ فرق تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو وحی مغرب نے "حواری نبی" کے منصب پر فائز کیا تھا اس لئے وہ انگریزوں کی چاپلوسی الہام کی سند کے ساتھ کرتا تھا، یہ الہامی سند اس کے باپ دادا کو نصیب نہیں تھی۔ اس "حواری نبی" کی تصریح ملاحظہ فرمائیے۔

"اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں مسلمانوں
سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا
ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں
اول درجہ پر بنا دیا ہے۔ اول والد صاحب
کے اثر نے۔ دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانات
نے، تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔"

(تریاق القلوب ص۳۰۹، ۳۱۰ از مرزا غلام احمد)

انگریزوں کے "حواری نبی" مرزا غلام احمد قادیانی کو شاید خیال تھا کہ انگریزی سلطنت ابدالآباد تک قائم رہے گی، اس لئے اس نے انگریز کی خوشامد اور تملق میں پستی اور گراوٹ کا ایسا ریکارڈ قائم کیا جس کی توقع ایک زرخرید غلام ہی سے کی جا سکتی ہے ورنہ کوئی بھی باضمیر انسان سرکار پرستی کے اس جنگل میں بھٹکنے کے لئے آمادہ نہیں ہو سکتا۔

قادیان کا "حواری نبی" اپنے آپ کو گورنمنٹ برطانیہ کا "خود کاشتہ پودا" کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا، انگریز کو سایۂ رحمتِ خداوندی اولو الامر قرار دیتا ہے، اس کی تائید وحمایت میں اپنی عمر کا بیشتر حصہ صرف کرتا ہے، ملکۂ برطانیہ کو پرورش کنندہ کا خطاب دیتا ہے۔ اور اپنی جماعت کو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ جماعت قرار دیتا ہے۔

انگریز کی نصرت وحمایت میں قادیان کے "حواری نبی" نے بقول اس کے پچاس الماریاں تصنیف کی ہیں۔ جن کو پڑھ کر ایک ایسے شخص کا سر ندامت سے جھک جاتا ہے جس میں غیرت وحمیت کی ادنیٰ رمق بھی موجود ہو۔

قادیانی نبی کے بڑے صاحبزادہ مرزا محمود کے خطبہ جمعہ کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے
فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں
جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی

مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے
نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہمیں
مرزا غلام احمد کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم
آجاتی ہے۔" (الفضل ۷ جولائی ۱۹۳۲ء)

مرزا غلام احمد کی تحریریں پڑھ کر خود اس کے مریدوں کو شرم آجاتی ہے، لیکن افسوس کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کو کبھی یہ خیال دامن گیر نہ ہوا۔ کہ انگریز کی اطاعت وفرمانبرداری مدح وستائش میں ان کا زود نویس قلم کیا طومار تیار کر رہا ہے، اور آئندہ نسلیں اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گی؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے ہاتھ پر اپنے دین و ایمان ہی کا نہیں بلکہ اخلاق و شرافت کا بھی سودا کیا۔ سوال یہ ہے کہ وہ کونسی "خدمات جلیلہ" تھیں جن کے لئے انگریز نے مرزا کو "حواری نبی" کے منصب پر فائز کیا؟ اس سوال کا جواب بھی انگریزی دستاویز "دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا" میں مل جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباس کو دوبارہ پڑھئے۔

"ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی
میں بہ طریق احسن پروان چڑھایا جا سکتا اور
کام لیا جا سکتا ہے۔ اب کہ ہم پورے ہندوستان
پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور
مسلمان جمہور کی داخلی بے چینی اور باہمی
انتشار کو ہوا دینے کے لئے اس قسم کے
عمل کی ضرورت ہے۔"

انگریز نے بلاشبہ مرزا غلام احمد کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بہ طریق احسن پروان چڑھایا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائی نبوت پر ایمان لانے والوں میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جو سرکار دربار سے منسلک تھے۔ خود مرزا غلام احمد کو اعتراف ہے کہ

حواری نبی کی سرکاری خدمات

۱۔ مسلمانوں میں انتشار وافتراق

قادیانی نبوت نے انگریزی سرکار کی سب سے پہلی جو عظیم ترین خدمت انجام دی وہ یہ تھی کہ اس نے مسلمانوں میں انتشار وافتراق کا نیا اکھاڑہ جما دیا۔ تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا جن مسائل پر اتفاق تھا اور جن میں کبھی دو رائیں نہیں ہوئی تھیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ان مسائل کو جنگ وجدل کا موضوع بنا دیا۔

خاتم النبیینؐ کے بعد رسول آسکتے ہیں یا نہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا مرگئے ہیں؟ معجزات اپنے اندر کوئی خرق عادت کیفیت رکھتے ہیں یا وہ لہو ولعب اور مسمریزم میں داخل ہیں؟ قیامت کے دن مردے اٹھیں گے یا نہیں؟ کوئی شخص آسمان پر جا سکتا ہے یا نہیں؟ فرشتے واقعی وجود رکھتے ہیں یا نہیں؟ غیر نبی کا الہام حجت ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ بیسیوں مباحث ایسے ہیں جن کے بارے میں امت اسلامیہ کا عقیدہ بالکل صاف اور واضح رہا ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد نے دین کے مسلمات، اور بدیہیات کو اپنی لایعنی بحثوں کا نشانہ بنایا۔ جن کی وجہ سے امت میں تشکیک وتذبذب کا نیا دروازہ کھل گیا۔ اور خود قادیانی جماعت میں کئی فرقوں نے جنم لیا۔ بہت سے لوگوں کو مرزائی نبوت نے الحاد وزندقہ اور دہریت کی وادیوں میں بھٹکنے پر مجبور کر دیا۔ مرزا غلام احمد بظاہر عیسائیت کا مقابلہ کرتا نظر آتا ہے۔ لیکن کم از کم ہندوستان میں عیسائیت کو جس قدر فروغ مرزائی تحریک کے ذریعہ ہوا اس کی نظیر نہیں ملے گی، انگریز مسلمانوں کے اتحاد واتفاق سے خائف تھا اور مسلمانوں میں ذہنی بے چینی پھیلانا اور مذہبی انارکی پیدا کرنا گورنمنٹ برطانیہ کا ایک اہم ترین مشن تھا جو مرزا غلام احمد کی ظلی نبوت نے انجام دیا۔

۲۔ حرمت جہاد کا فتویٰ

انگریز کو مسلمانوں کی طرف سے جس چیز کا سب سے بڑا اندیشہ تھا۔ اور جس کی وجہ سے اسے صلیبی جنگوں میں نہایت تلخ تجربات سے گذرنا پڑا تھا وہ مسلمانوں کا جذبہ جہاد تھا۔ "اسلامی جہاد" کی تلوار انگریز کی گردن پر ہر لمحہ لٹکی رہتی تھی۔ اور "جہاد" کا لفظ سنتے ہی اس کے اوسان خطا ہو جاتے تھے۔ (آج بھی یہ کیفیت باقی ہے) انگریز نے گویا فیصلہ کر لیا تھا کہ مرزا غلام احمد کی ظلی نبوت کے ذریعہ اسلامی جہاد کی تلوار ہمیشہ کے لئے توڑ دی جائے۔

قادیان کا حواری نبی تازہ الہام اور وحی کی سند لے کر سامنے آیا اور اعلان کر دیا کہ انگریز کے خلاف جہاد نہ صرف حرام ہے بلکہ اسے ہمیشہ کے لئے منسوخ قرار دیا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد کے مندرجہ ذیل شعر ہر قادیانی کے نوک زبان ہیں۔

اب چھوڑ دو لے دوستو جہاد کا خیال۔
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد،
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۲)

"میری جماعت میں بڑے بڑے معزز اہل
اسلام داخل ہیں، جن میں بعض تحصیلدار
اور بعض اکسٹرا اسسٹنٹ، اور ڈپٹی کلکٹر
اور بعض وکلاء، اور بعض تاجر اور بعض
رئیس اور جاگیردار اور نواب، اور بعض
بڑے بڑے فاضل اور ڈاکٹر اور بی، اے
اور ایم، اے، اور بعض سجادہ نشین ہیں"

(اشتہار واجب الاظہار صفحہ ۱۲ ملحقہ کتاب البریہ)

سو سال قبل کی تاریخ ہند اٹھا کر دیکھو، جن لوگوں کا ذکر مرزا غلام احمد نے اپنی جماعت کے نمایاں افراد میں کیا ہے یہ سب وہ لوگ تھے جن کو گورنمنٹ برطانیہ کا خوشامدی اور ٹوڈی تصور کیا جاتا تھا۔

علاوہ ازیں انگریز صراحتہً حکم دیتا تھا کہ جو لوگ انگریزی حکومت میں ملازمت کے خواہاں ہوں وہ قادیانی جماعت کے ممبر بن جائیں، حکومت برطانیہ نے قادیان کی سرکاری نبوت کی اس حد تک سرپرستی کی اور اسے اس حد تک پروان چڑھایا کہ مرزا غلام احمد اور اس کی جماعت اس کا شکریہ ادا کرنے سے اپنے آپ کو قاصر پاتی ہے، اور سرکار انگریزی کی عنایات کے صلے میں قادیانی نبوت نے سرکار کی جو گراں قدر خدمات انجام دیں وہ تاریخ آزادی ہند کا سیاہ باب ہیں

۳۔ دجال کے مقابلہ میں مسیح کی شکست اور پسپائی کا اعلان

مرزا غلام احمد قادیانی نے "اسلامی جہاد" کے بارے میں ایسے مکروہ اور نا ملائم الفاظ لکھے ہیں۔ جنہیں نقل کرنا بھی قلم کی توہین ہے۔ قادیانی متنبی کی کوئی کتاب بقول اُن کے حُرمتِ جہاد کے فتویٰ سے پاک نہیں۔ میں یہاں ان مکرر تصریحات و اعلانات کو نقل کرکے اس تحریر کو ثقیل نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن اہل دانش کی خدمت میں قادیان کے "حواری نبی" اور "مسیح موعود" کی عقل و فہم کا ایک عبرتناک نمونہ پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ انگریز ہی دجال ہے جس کے قتل کرنے کے لئے اسے مسیح موعود بنا کر بھیجا گیا ہے۔ میدان جنگ کا ایک بین الاقوامی اصول ہے کہ متحارب فریقوں میں جو فریق مغلوب ہو کر غالب فریق سے صلح کا خواہش مند ہو وہ سفید جھنڈا لہرا کر اپنی شکست اور پسپائی کا اعتراف کیا کرتا ہے اور غالب فریق کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے گویا میدان جنگ میں سفید جھنڈا بلند کرنا اپنی شکست اور پسپائی کا اعلان سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی جہاد کو منسوخ کرنے کے جذبہ نے مرزا غلام احمد کو عقل و خرد کے کس مقام تک پہنچا دیا تھا؟ اس کا اندازہ کرنے کے لئے اس کی حسب ذیل تحریر پڑھئے۔ جس میں وہ مسیح موعود کی فوجوں کو دجال کے مقابلہ میں پسپائی کا حکم دیتے ہوئے صلح کا سفید جھنڈا بلند کرتا ہے۔

"آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا
خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا جاتا ہے اب
اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا
ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا
ہے جس نے آج سے تیرہ سو سال پہلے فرما دیا

ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سواب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں، ہماری طرف سے صلح اور امان کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا....

... لہٰذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے"

(اشتہار چندہ منارۃ المسیح ملحقہ خطبہ الہامیہ صفحہ)

آفرین اس مسیح پر جو دجال کے مقابلہ میں امان طلبی کا سفید جھنڈا بلند کرے۔ اور شاباش مسیح کی باغیرت فوج کو جو دجال کے مقابلہ میں پسپائی کے اعتراف کا شاندار مظاہرہ کرتے ہوئے نہ شرمائے۔ دشمن کے مقابلہ میں ہتھیار ڈالنے کا ایسا حسین منظر کبھی چشم فلک نے دیکھا ہے؟

۴۔ یاجوج ماجوج کی فتح

مرزا غلام احمد قادیانی کے دل میں بقول ان کے انگریز کی نمک حلالی کا جو بے پناہ جذبہ تھا اس نے واقعۃً عربی مثل حبك الشئ يعمي ويصم (کسی چیز کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کردیتی ہے) کی کیفیت ان کے اندر پیدا کردی تھی ——— حدیث کے طالب علم جانتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا اور بالآخر وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے ہلاک ہوں گے؛ مرزا غلام احمد قادیانی نے حرمتِ جہاد کی الہامی سند مہیا کرنے کے لئے دعویٰ کیا تھا کہ وہ مسیح موعود ہے جس کے زمانہ میں یضع الحرب کے مطابق جہاد منسوخ ہو جائے گا۔ؔ سوال ہوا کہ اگر آپ مسیح موعود ہیں تو وہ یاجوج ماجوج کون ہے جس کو مسیح کے زمانہ میں خروج کرنا تھا؟ اس کے جواب میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"ایسا ہی یاجوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے

... چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں، اس لئے ہر ایک سعادتمند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں، سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے، اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گذار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے۔ ہرگز نہیں پا سکتے"

(ازالۂ اوہام صفحہ ۵۰۹ طبع ۱۰۱ صفحہ ۲۱۱ طبع ۵)

مرزا قادیانی کے سر پر گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا جو پہاڑ ہے اس کے بوجھ سے دب کر وہ انگریز سے بغض رکھنے والوں کو جاہل، نادان، اور نالائق کے خطاب سے اگر نوازیں تو بلاشبہ وہ معذور ہیں، لیکن سرکار پرستی کا یہ تماشا کس قدر عبرتناک ہے کہ مسیح اپنے یاجوج ماجوج کے لئے فتح و نصرت کی دعائیں کرتا ہے۔ ایک "سرکاری نبی" کے علم وفہم اور لیاقت و دانائی کا بلندترین معیار یقیناً یہی ہو سکتا ہے اور "برعکس نام نہند زنگی را کافور" اسی کو کہتے ہیں۔

۵۔ انگریز بمقابلہ اسلامی سلطنت

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی نمک حلالی کا ایک مظاہرہ اس شکل میں کیا کہ انگریزی سلطنت کو تمام اسلامی سلطنتوں کے مقابلہ میں ترجیح دی جائے۔ اور عوام کے ذہن میں یہ تاثر پیدا کیا جائے کہ اگر خلافت راشدہ کے

ؔ۔ حدیث پاک میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دیگر علامات بیان ہوئی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ لڑائی کو موقوف کردیں گے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں تمام نظریاتی اختلاف ختم ہو جائیں گے تمام دنیا اسلام کی حلقہ بگوش ہو جائے گی۔ اور سلطنتوں میں کوئی نزاعی امر باقی نہیں رہیگا، جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں لڑائی جھگڑے سب ختم ہو جائیں گے۔ مرزا غلام احمد نے جو مطلب نکالا وہ واقعیت کے [illegible]

عدل وانصاف کا نمونہ کسی کو دیکھنا ہو تو انگریزی سلطنت کے سوا دنیا کے کسی خطے میں نظر نہیں آئیگا۔ اسی مذکورہ بالا عبارت کو جو اوپر (ملاحظہ میں) ازالہ اوہام سے نقل کی گئی ہے دوبارہ پڑھئے اور دیکھئے کہ قادیانی مسیح اسلامی سلطنتوں کے مقابلہ میں انگریز کی جابر و جائر حکومت کو کس طرح امن و عدل کا گہوارہ قرار دیتا ہے۔

یہ قادیان کے "حواری نبی" کی وہی عادل گورنمنٹ ہے جس کے عدل و انصاف نے ہندوستان کے آخری تاجدار کی آنکھیں نکالیں۔ جس نے شہزادوں کے سر ان کے باپ کے سامنے بطور تحفہ پیش کئے۔ جس نے لاکھوں انسانوں کو خاک وخون میں تڑپایا۔ جس نے برسر بازار علماء و صلحاء کو سولی پر لٹکایا۔ جس نے اسلامی خلافت کو تاخت و تاراج کیا۔ جس نے مکہ و مدینہ کا سینہ گولیوں سے چھلنی کیا۔ جس نے بیت المقدس اور حرم کعبہ کو بھی اپنی انصاف پرور درندگی سے محروم نہیں رکھا۔ جس نے زمین کے چپے چپے پر جور وستم کے نقوش ثبت کئے۔ جس نے کروڑوں انسانوں کو غلامی کے شکنجے میں کس کر انہیں زندگی کی ہر آسائش سے محروم کیا قادیان کے "ظلی نبی" کی یہی گورنمنٹ ہے جس کے زیر سایہ رہنے کو وہ مکہ اور مدینہ کے قیام پر ترجیح دیتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے اور گورنمنٹ برطانیہ کے مفادات متحد تھے، وہ گورنمنٹ کی عنایات خسروانہ سے لطف اندوز تھا اور گورنمنٹ اس کی خدمات سے نفع اندوز تھی۔ خلیفہ قادیان کا سرکاری آرگن "الفضل" بڑے طمطراق سے اعلان کرتا ہے کہ:۔

"ہمارا مذہب ہے کہ ہم گورنمنٹ کے سچے دل سے وفادار اور خیرخواہ ہیں۔ کیونکہ یہ گورنمنٹ ہماری خاص محسن ہے اور اس کے ہم پر اس قدر احسانات ہیں کہ جن کا شمار کرنا آسان نہیں، نیز ہمارے خیال میں یہ حکومت تمام دنیا کی حکومتوں سے اعلیٰ و افضل ہے" (لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم ناقل)

"یہ سلطنت واقعی طور پر عمدہ اور ساری دنیا کی سلطنتوں سے افضل و برتر نہ ہوتی تو یقیناً خدا تعالیٰ اپنے اس نبی (غلام احمد قادیانی) کو اس سلطنت کے حدود میں پیدا نہ کرتا۔"[1]

(الفضل ۱۹ر نومبر ۱۹۱۸ء)

"یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ فی الواقع گورنمنٹ برطانیہ ایک ڈھال ہے جس کے نیچے احمدی جماعت آگے ہی آگے بڑھتی جاتی ہے، اس ڈھال کو ذرہ ایک طرف کردو اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے سروں پر ہوتی ہے۔ پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکرگذار نہ ہوں، ہمارے فوائد اس گورنمنٹ سے متحد ہوگئے ہیں۔ (جی ہاں! آقا اور غلام کے مفادات متحد ہی ہوتے ہیں۔ ناقل) اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی ہے۔ اور اس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی ہے، جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے ہمارے لئے ترقی کا ایک اور میدان نکل آتا ہے" (کیونکہ ساری "تبلیغ" ہی گورنمنٹ کے لئے ہے۔ ناقل)

(الفضل ۱۹ر اکتوبر ۱۹۱۵ء)

۶۔ مسلمانوں کی جاسوسی

قادیانی "حواری نبی" کے ذمہ اس کے سفید آقاؤں نے جو فرائض عائد کئے تھے ان میں ایک بہت ہی خطرناک فریضہ مسلمانوں کی جاسوسی تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جماعت کی پوری مشینری کو خفیہ سی آئی ڈی کا محکمہ بنادیا تھا وہ "تبلیغ اسلام" کے پُرفریب نام سے مسلمانوں سے میل جول کرتے تھے۔ اور ان کی خفیہ رپورٹیں قادیان کی وساطت سے

---

[1] بالکل صحیح استدلال ہے، اگر انگریز سے بدتر کوئی حکومت ہوتی تو مرزا غلام احمد کی منحوس نبوت کا ذبہ اس کے زیر سایہ جنم لیتی

....

گورنمنٹ برطانیہ کو پہنچائی جاتی تھیں۔ اس کا اندازہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس اشتہار سے کیا جا سکتا ہے۔ جو "قابل توجہ گورنمنٹ" کے عنوان سے ۱۸۹۶ء میں شائع کیا گیا اس میں لکھتے ہیں کہ:۔

"چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں..... لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا تا اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں.... لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے۔ جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھیگی (کیوں نہیں؟ ضرور! ـ ناقل)..... اور ایسے لوگوں کے نام مع پتہ و نشان یہ ہیں۔

نمبر شمار ـ نام معہ لقب وعہدہ ـ سکونت ضلع ـ کیفیت ـ

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص ۲۲۷، ۲۲۸
مطبوعہ ربوہ)

خدا ہی جانتا ہے کہ قادیانی نبوت کے اس محکمہ جاسوسی نے کتنے محب وطن لوگوں کو "باغیان انگریز" کی فہرست میں درج کرایا ہوگا؟ کتنے مسلمانوں کے خلاف انگریز کو انگیخت کی ہوگی کتنوں کو سولی پر لٹکوایا ہوگا؟ کتنوں کو جلاوطنی کی سزا دلوائی ہوگی؟ کتنوں کو پس دیوار زنداں بھجوایا ہوگا؟ آج اسلامیان ہند کی مظلومیت اور قادیانی جاسوسوں کی جارحیت دیکھ کر بے اختیار یہ شعر زبان پر آجاتا ہے

قتل ایں خستہ بہ شمشیر تو تقدیر نہ بود
ورنہ از خنجر بے رحم تو تقصیر نہ بود

صرف یہی نہیں بلکہ انگریزوں کو یہ بھی بتایا جاتا تھا کہ مولویوں کے گھروں میں حدیث کی فلاں فلاں کتابیں رکھی ہیں جن میں "خونی مہدی" کا ذکر ہے۔ مقصد یہ تھا کہ انگریز کا جبر و ستم جو اسلام کے ایک ایک نشانات کو مٹانے پر تلا ہوا ہے۔ اس میں مزید شدت پیدا ہو جائے اور نہ صرف ایسی تمام کتب حدیث کو ضبط کرکے نذر آتش کر دیا جائے بلکہ ان تمام علماء کو بھی "انگریز کے باغی" قرار دیکر کچل دیا جائے۔ اسلام اور مسلمانوں سے عداوت کی اس سے بدترین مثال مل سکتی ہے؟ اور پھر یہ محکمہ جاسوسی صرف ہندوستان میں قائم نہیں تھا بلکہ عالم اسلام میں جہاں کہیں انگریزوں کو قادیان کا جاسوسی جال بچھانے کی ضرورت ہوتی وہاں قادیانی ٹولے کا تبلیغی مرکز قائم کر دیا جاتا۔ اور قادیانی گماشتے "تبلیغ اسلام" کے بھیس میں انگریزوں کی خفی و جلی خدمات میں مصروف ہو جاتے۔

قادیان کا خلیفہ دوم اور قادیانی مسیح کا فرزند اکبر بڑے فخر سے اعلان کرتا ہے کہ۔

"ہم حکومت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ اس کے پانچ پانچ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے ملازم بھی کیا کریں گے"۔

(اخبار الفضل یکم اپریل ۱۹۳۰ء)

۷ ـــ ہر اسلامی مطالبہ کی مخالفت

قادیان کی "سرکاری نبوت" جہاں گورنمنٹ کے گھر کی لونڈی تھی وہاں مسلمانوں کے ہر ملی احساس کی دشمن بھی تھی قادیانیوں کی انگریز پرستی اور اسلام دشمنی کو سمجھنے کے لئے یہاں صرف دو واقعے ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ اپنی تحریروں میں پادریوں نے ایک گندی کتاب "امہات المومنین" شائع کی۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت گھناؤنے الزامات عائد کئے گئے۔ انجمن حمایت اسلام نے اعلیٰ حکام سے درخواست کی کہ اس ناپاک کتاب کی اشاعت

پر پابندی عائد کی جائے۔ لیکن مرزا غلام احمد نے اس مطالبہ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ہماری جماعت اس کتاب پر پابندی لگانے کے حق میں نہیں ہے (دیکھئے تبلیغ رسالت صفحہ ۶ جلد ۲)

اور مرزا غلام احمد کی اس مخالفت کے غالباً دو سبب تھے اوّل، یہ کہ وہ انگریزوں کو اطمینان دلانا چاہتے تھے کہ وہ کسی اسلامی مسئلہ کے حامی نہیں۔ دوئم۔ یہ کہ اگر پادریوں کی اشتعال انگیز کتاب پر پابندی عائد کی گئی تو مرزا کی کتابیں بھی اس تعزیر کی مستحق ہوں گی جن میں ہر مذہب کے مقتداؤں کو بالخصوص حضرت عیسٰی علیہ السلام کو برہنہ گالیاں دی گئی ہیں۔

۲۔ اسی طرح مرزائیوں کی دشنام طرازی کے جواب میں ایک کتاب "رنگیلا رسول" راجپال نامی آریہ نے شائع کی اس کتاب کی اشاعت نے مسلمانوں کو بے حد مشتعل کر دیا اور لاہور کے ایک نوجوان غازی علم الدین شہیدؒ نے راجپال کو جہنم رسید کر دیا۔ تمام ملتِ اسلامیہ کی ہمدردیاں اُس نوجوان کے ساتھ تھیں۔ لیکن قادیانی خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین اسلامی غیرت کو چیلنج کرتے ہوئے اعلان کر رہا تھا کہ:۔

"وہ نبی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔ جس کے بچانے کے لئے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے۔ سخت نادانی ہے" (الفضل ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ء)

اور اس سیاہ باطنی اور کورچشمی کو دیکھو کہ محمد رسول اللہ کی عزت بچانے کے لئے تو قادیانی خلیفہ کے نزدیک "خون سے ہاتھ رنگنا" نادانی ہے اور اس سے دین تباہ ہو جاتا ہے، لیکن انگریز کی عزت بچانے کے لئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا عین دانشمندی اور کار ثواب ہے، سنئیے خلیفہ قادیان اعلان کرتے ہیں کہ:۔

"ہم نے ابتدائے سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی، ہم ہمیشہ یہ فخر کرتے رہے کہ ہم ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں۔ کئی ٹوکرے خطوط کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سیکرٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں۔ جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تعریف کی ہے۔ اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکرے تمغوں کے ہوں گے، ان لوگوں کے تمغوں کے جنہوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لئے فدا کی ہیں۔"

(الفضل ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

غور فرمائیے جہاد فی سبیل اللہ حرام ہے لیکن جہاد فی سبیل الانجلیز فرض ہے۔ محمد رسول اللہ (فداہ ابی وامی) کی عزت و ناموس کے لئے کسی شاتم رسول کافر کو قتل کر دینا ایسا گناہ ہے کہ جس سے دین برباد ہو جاتا ہے۔ لیکن انگریزی فوج میں شامل ہو کر اسلامی ممالک پر یورش کرنا اور اپنی جانیں لڑا کر فوجی تمغوں کے کئی ٹوکرے حاصل کر لینا لائق فخر ہے مزید سنئے۔ خلیفہ قادیان فرماتے ہیں کہ:۔

"جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں مؤذن ہوتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنٹیر ہو کر جنگ یورپ (بمقابلہ ترکی) میں چلا جاتا۔"

(انوار خلافت صفحہ ۹۶)

قادیانی عقائد کا خُلاصہ

۱۔ قادیانیت نہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی کو بعینہٖ محمد رسول اللہ سمجھتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات، و مناصب متنبیٔ قادیاں کو عطا کرتی ہے بلکہ روحانی ترقی، معجزات اور ذہنی ارتقاء میں رئیس قادیاں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ و افضل سمجھتی ہے

۲۔ قادیانیت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین و شریعت اور آپؐ کی نبوت مرزا غلام احمد کے دعوئی نبوت سے پہلے تک محدود تھی۔ اور مرزا غلام احمد کے بعد

شریعت محمدیہ مدارِ نجات نہیں۔ بلکہ مرزا کی تعلیم اور وحی مدارِ نجات ہے۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و شریعت منسوخ قرار پاتی ہے۔

۳۔ قادیانیت کے عقیدے میں تمام دنیا کے مسلمان جو متنبی قادیان پر ایمان نہیں لائے، نہ صرف کافر بلکہ پکے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

۴۔ قادیانیت صدر اول سے لیکر آج تک کی تمام امت مسلمہ کو "عقیدہ حیات مسیح" کی بناپر کافر اور مشرک سمجھتی ہے

۵۔ قادیانیت عقیدہ حیات مسیح کی بناپر امت مسلمہ کو محرف قرآن، کاذب اور خائن تصور کرتی ہے۔

۶۔ قادیانیت تمام عالم اسلام کو ولد الحرام، ذریۃ البغایا اور خنزیر جیسی گھناؤنی گالیوں سے نوازتی ہے۔

۷۔ قادیانیت کے نزدیک موجودہ دور کے مسلمان بیت المقدس اور دیگر مقامات مقدسہ کی تولیت کے اہل نہیں۔

۸۔ قادیانیت اپنے مذہبی مرکز قادیان کو۔ جو آج کل دار الکفر والبوار بھارت میں ہے ۔ نہ صرف مکہ و مدینہ کے ہم سنگ و ہم مرتبہ سمجھتی ہے۔ بلکہ اعلیٰ و افضل قرار دیتی ہے۔ اس لئے کہ بقول مرزا محمود صاحب:

"مکہ و مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے۔"

۹۔ قادیانیت انبیاء کرام کا مذاق اڑاتی ہے۔ ان کے معجزات کو قابل نفرت کھلونے بتاتی ہے۔ اور ہر بات میں مرزا غلام احمد کی انبیاء کرام پر فوقیت کی نمائش کرتی ہے

۱۰۔ قادیانیت اسلامی اصطلاحات کو پامال کرتی ہے۔ مرزا کی اہلیہ کو ام المومنین۔ مرزا کے مریدوں کو صحابہ کرام مرزا کے جانشینوں کو خلفائے راشدین۔ قادیان کو ارض حرم اور مکۃ المسیح، لاہور کو مدینۃ المسیح۔ ربوہ کو بیت المقدس اور قادیانی نبوت کے کفر و الحاد کی اشاعت کو "جہاد" کے لفظ سے یاد کرتی ہے۔

۱۱۔ اسلام میں "سیدۃ النساء" کا بلند ترین لقب حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے مخصوص ہے۔ لیکن قادیانیت یہ خطاب مرزا کی بیوی کو عطا کرتی ہے۔

۱۲۔ بعض اسلامی فرقوں کے مطابق "پنجتن پاک" کی اصطلاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت علیؓ۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کیلئے مخصوص ہے۔ مگر قادیانیت "پنجتن پاک" کا اطلاق مرزا کے تین بیٹوں اور دو بیٹیوں پر کرتی ہے۔

۱۳۔ رضی اللہ عنہ کا صیغہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لئے تھا۔ مگر قادیانی دین میں یہ خطاب ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو اسلام سے مرتد ہوکر مرزا آنجہانی کی جھوٹی نبوت سے وابستہ ہوگئے۔ اور جنہوں نے مرزا کے ہاتھ پہ اسلام سے غداری اور انگریز کی وفاداری کا عہد کیا۔

۱۴۔ قادیانیت عالم اسلام کے ایک ایک فرد مسلم سے عداوت اور دشمنی کے وہی جذبات رکھتی ہے جسے قرآن کریم نے یہود اور مشرکین کا شیوہ بتایا ہے۔ لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا

چنانچہ قادیانیت کا ترجمان روزنامہ "الفضل ربوہ" ۳ر جنوری ۱۹۵۲ء کی اشاعت میں ملت اسلامیہ کو خطاب کرتے ہوئے جو کچھ لکھتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

"ہم فتحیاب ہوں گے۔ ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوگے، اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔"

(جاری ہے)

بقیہ خصائل نبویؐ

کوتاہی ہے کہ مجاہدات کی کثرت سے ضعف پیدا ہوکر حقوق میں کوتاہی پیدا ہوتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں یہ سوال بھی پیدا نہیں ہوتا اس لیے کہ جو قدسی ذات ان مجاہدات اور تقلیل طعام وغیرہ پر بھی ایک دفعہ نو بیبیوں سے صحبت کرسکتا ہو۔ وہاں ضعف کا کیا سوال۔ اسی طرح دیگر عوارض کا حال ہے۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں منتفی تھے۔ اس لیے ان جیسی روایات پر کوئی اشکال نہیں ہے۔

شفیق مرزا

صدر مملکت کا جرأتمندانہ اقدام
اور
اس کے تقاضے

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی جانب سے جاری کیا جانے والا تازہ آرڈیننس اس وقت پورے ملک میں زیر بحث ہے۔ علماء سجدۂ شکر بجا لا رہے ہیں۔ کہ قادیانی فتنہ کے انسداد کے لیے ایک قدم آگے بڑھا ہے۔ اہل فکر و نظر یہ سوچ رہے ہیں کہ کیا ہے بگاڑ پہلے والی اس نوع کی تحریکات کی تہہ۔ جو سیاسی سماجی و معاشی عوامل کار فرما ہیں۔ کیا ان کے حل کی بھی کوئی صورت نکلے گی۔ یا یہ بحران زلف یار کی طرح یونہی دراز اور پیچیدہ تر ہوتا جائے گا۔ قادیانی بزرجمہر فی الحال خاموش ہیں۔ زیر زمین پروپیگنڈے نام نہاد بشن گوئیوں اور ان کی مجہول تعبیروں کے ذریعے رائے عامہ راہ کرنے میں قادیانی امت اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ دوسری جماعتوں میں اپنے ہمدردوں کی کھیپ تیار کرنا، اپنے آدمیوں کو کسی نہ کسی ڈھنگ سے سیاسی پارٹیوں میں شامل کرکے اپنے مفادات کا تحفظ کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ مرزا غلام احمد آنجہانی کے دور میں برطانوی سرکار کے اس خود کاشتہ پودا کی آبیاری تاجدار خلد جنت نشان ہند کے سپرد تھی اور اب عالمی سامراج کی قیادت میں تبدیلی کے بعد ان کے ناطے بھی لندن کی بجائے واشنگٹن سے ہوگئے ہیں گو موجد اولین اور سرپرست کے مشوروں کی اب بھی قدر و قیمت ہے۔ قادیانی ایک متمول اقلیت اور اپنی مخصوص ترتیب کی بنا پر ایسی ایسی دھاندلیاں کر جاتے ہیں کہ پوری قوم معاشی و سیاسی سطح پر مضطرب ہو جاتی ہے

لیکن کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی کہ اس کی تاریں کس ڈیٹی کن سے ہل رہی ہیں اور یہی وہ حرکتیں ہیں جن سے آگاہ ہونے کے بعد شیخ مجیب الرحمان نے کہا تھا کہ میں ایم ایم احمد سمیت پانچ آدمیوں کو پلٹن میدان میں پھانسی دوں گا۔ کہ انہوں نے مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) کی معیشت ایک سازش کے تحت نلپٹ کر رکھ دی ہے جی ڈبلیو چودھری نے اپنی کتاب "متحدہ پاکستان کے آخری دن" میں بالتفصیل اس امر کا تذکرہ کیا ہے۔ کہ چودھری ظفر اللہ خاں نے پاکستان کابینہ کی منظوری کے بغیر کس طرح معاہدہ نیٹو پر دستخط کرکے رشوت میں انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس میں عہدہ پایا۔ "بحران سے بحران تک" میں بعض ایسے معاملات میں ایم ایم احمد کے ملوث ہونے کا ذکر ہے جو خاصے سنگین ہیں۔ جسٹس منیر مرحوم نے تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں اپنے مخصوص مزاج کی تسکین کے لیے علماء پر پھبتیاں کسیں اور قادیانیوں کی حمایت میں ادھار کھائے بیٹھے رہے۔ لیکن بعد ازاں "پاکستان ٹائمز" اور "مشرق" میں مضامین لکھتے ہوئے انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ گورداسپور کے سلسلہ میں چوہدری ظفر اللہ خان کا رویہ باؤنڈری کمیشن میں ہمارے لیے پریشانی کا موجب بنا رہا۔ یہ ساری باتیں صاف طور پر بتاتی ہیں کہ قادیانی عالمی استعماری اور سرمایہ دارانہ معیشت کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہے ہیں اور مذہب کا لبادہ انہوں نے محض اپنے اصل مقاصد کو مخفی رکھنے

کے لیے اوڑھا ہوا ہے۔ لاہور ہی کے ایک موقر روزنامہ میں عالمی شہرت یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبد القدیر خاں نے ابھی حال ہی میں یہ کہا ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل پرائز اس لیے دیا گیا کہ ایک مخصوص لابی سے ان کے روابط ہیں۔ اور یہ بات اب کوئی راز نہیں کہ نوبل پرائز علمی تحقیقات پر کم اور سیاسی رشوت کے طور زیادہ دیا جاتا ہے۔ ولیم گولڈنگ کو نوبل پرائز سے نوازنے پر ممبران کمیٹی نے جس انداز سے استعفے دیے ہیں وہ اس کا تازہ ترین ثبوت ہے۔

اگر اسے مارشل لاء کی قصیدہ خوانی نہ سمجھا جائے تو ہمارے نزدیک دنیا نے اب تک جن نظاموں کا تجربہ کیا ہے۔ ان میں جمہوریت اپنی تمام برائیوں کے باوجود بہت بہتر ہے کہ اس کی بہترین شکل میں مکمل معاشی انصاف بھی ملتا ہے اور عوام کی شرکت بھی ہوتی ہے مگر اس کے باوصف ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لیے تازہ آرڈیننس جاری کرکے نہایت جرأت مندانہ اقدام کیا ہے۔ جو ان کی اسلامی غیرت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اور ہم اس اقدام پر ان کو مبارک باد دیتے ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں عوامی دباؤ سے مجبور ہوکر حکومت نے قادیانیوں پر بعض نیم دلانہ پابندیاں لگائیں اور عملی طور پر کوئی پیش قدمی نہ کی۔ تو قادیانیوں نے پیش گوئیوں کی پٹاری کھول کر ایسی جارحیت شروع کی کہ ہندوؤں کی شدھی کی تحریک کی یاد تازہ ہوگئی۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے بہت خوب لکھا ہے کہ قادیانیت نے عالم اسلام کو ذہنی انتشار کے علاوہ کچھ نہیں دیا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد آنجہانی نے سرکار انگلشیہ کے ظل ہمایونی میں عیسائی پادریوں، جینیوں اور ہندوؤں سے مذہبی مناظرہ بازی کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا ناٹک رچا کر انبیاء علیہم السلام اور آئمہ کرام کے بارے میں دہلی کی ٹکسالی زبان استعمال کرکے بھی معرکہ انجام دیا ہے۔

اب دس سال کے بعد ۱۹۸۴ء میں عوام پھر سراپا اضطراب ہوئے۔ تو صدر ضیاء الحق نے اس تشویش گیرائی وگیرائی کو محسوس کرتے ہوئے ایک جاندار قدم اٹھایا ہے۔ اب اس کے تقاضوں کو پوری طرح نظر میں رکھنا ہوگا۔ ورنہ شاید امت مسلمہ کو یہ فریضہ ادا کرنے کے لیے مزید دس سال انتظار کرنا پڑے۔ قادیانی امت کے تنخواہ دار ملاں غیرممالک سے جماعتی خرچ پر مختلف ناموں سے ہزاروں تار بھجوائیں گے۔ مغربی جرائد میں پاکستان میں قادیانیوں پر تشدد کا پروپیگنڈہ کیا جائے گا۔ اندرون ملک جعلی ناموں سے گول مول تحریروں کے ذریعے تازہ آرڈیننس پر کلوخ اندازی ہوگی۔ نیز قادیانی طریق کار سے ناواقف مذہبی فکر سے عاری ذہن کے لوگوں کو اپنے حق میں استعمال کرنے کے حربے آزمائیں گے۔ غیر ممالک میں سیاسی پناہ کا سوانگ رچایا جائے گا جیسا کہ پچھلی مرتبہ بھی ڈرامہ کرکے حکومت پاکستان کو خوب خوب بدنام کیا گیا۔ حالانکہ یہاں کسی قادیانی کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ قادیانیت کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ گذشتہ سال مغربی جرمنی میں ان کی عبادت گاہ کو جرمن پولیس نے کئی دن تک گھیرے میں لیے رکھا کہ اسے غیر قانونی طور پر لوگوں کو سمگل کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا۔

قادیانی عربوں میں تنسیخ جہاد کا پروپیگنڈا کرکے ان میں روح حریت کچلنا چاہتے ہیں۔ گویا سیاسی سطح پر قادیانی وہاں بھی عالمی سامراج کے گماشتے کا کردار ہی ادا کر رہے ہیں۔ اسرائیل کے ساتھ ربوہ کے روابط کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ قادیانی اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اسرائیل کے قادیانی مرکز کا تعلق ربوہ سے نہیں قادیان سے ہے۔ لیکن وہ اس سے لوگوں کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے۔ قادیانی کتب اس امر کی شاہد ہیں کہ قادیانی مبلغین ربوہ سے اسرائیل جاتے ہیں۔ اب اس کا طریق کار یہ ہے۔ کہ یہاں سے چند سال لندن، ماریشش، جزائر فجی، اور نائیجیریا میں کسی جگہ گذارے اور وہاں سے اسرائیل روانہ ہوگئے۔ ربوہ سے وہاں جانے والے کئی ایک قادیانی مبلغین تو اب عدم آباد میں ہیں۔ اس لیے

ان کا تذکرہ کیے بغیر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مولوی محمد شریف، مولوی منور، جلال الدین قمر، فضل الٰہی بشیر ان سب لوگوں کے اہل و عیال اور رشتہ دار ربوہ ہی میں ہیں۔ اور ان میں سے ایک اب بھی اسرائیل میں ہے۔ اور غیر ملکی مطبوعات میں اس کی مستند شہادتیں موجود ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے کہ زر مبادلہ ان لوگوں کو دیا جائے جو پاکستان ہی نہیں عرب اور اسلام دشمنی کے لیے پوری ڈھٹائی سے اپنا دھندہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ربوہ کی معاشی نبوت کے تار سرمایہ دارانہ نظام سے جڑے ہوئے ہیں۔ اور اپنی ساری سرگرمیاں اس کی مضبوطی کے لیے وقف کئے ہوئے ہیں ضرورت اس امر کی ہے اس فتنہ کی صحیح سرکوبی کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جائیں۔ تاکہ خود اس جال میں پھنسے ہوئے قادیانیوں کو رہائی دلائی جا سکے۔ کیونکہ جب تک یہ استحصال کرنے والا معاشی و سماجی ڈھانچہ قائم ہے۔ قادیانیوں کا اس گرفت سے نجات پانا ناممکن ہے وہ آزادی کے لیے پھڑپھڑاتے بھی ہیں۔ لیکن پھر میجک ماسٹر کی ڈگڈگی پر رقص کرنے لگتے ہیں۔

(۱) مرزا غلام احمد آنجہانی نے ۱۹۰۵ء میں اپنے مریدوں کو ہدایت کی کہ اپنے اخلاص کا ثبوت دینے کے لیے وہ یہ وصیت کریں کہ وہ زندگی میں اپنی آمدن کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیں گے۔ اور مرنے کے بعد بھی ان کی غیر منقولہ جائیداد کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان وارث ہوگی۔ عقیدت کے خمار میں مدہوش مریدوں نے کروڑوں روپے کی جائیدادیں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وقف کر دیں جو پورے برصغیر کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی تھیں۔ پاکستان ایک آزاد مملکت کے طور پر ابھرنے لگا تو قادیانی ابتداء میں تو اس کی مخالفت کرتے رہے مگر ازاں بعد یہاں منظم طور پر لوٹ کھسوٹ کرنے کے لیے آ گھسے اور ظلی صدر انجمن احمدیہ کے نام سے ایک انجمن ربوہ میں قائم کر کے اس حصہ برصغیر میں آنے والی زمین اس انجمن کے نام اپنے اثر رسوخ سے الاٹ کروالی اور بھارت میں صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ادھر کی جائیداد پر قبضہ برقرار رکھا اور جو تھوڑی بہت جائیداد بھارتی حکومت نے اپنے قبضہ میں لی اسے بھی واگذار کرا لیا گیا۔ اور اس جماعت نے پاکستان میں معاشی افراتفری پھیلانے میں اہم رول ادا کیا صوبہ سندھ کی ان زمینوں کے ضمن میں کوئی لائحہ عمل طے کرنا ضروری ہے۔

(۲) قادیان میں صدر انجمن احمدیہ نے بہت سی زمین خرید رکھی تھی۔ جو وہ مریدوں کو زیادہ قیمت پر فروخت کر کے "سلسلہ عالیہ" کی مالیات کو مضبوط کرتی تھی۔ مگر یہ زمین مریدوں کے نام رجسٹرڈ نہیں ہوتی تھی۔ اس طرح بوقت ضرورت محرم راز ہو جانے والے مریدوں کو بے دخل کرنے اور ڈرانے دھمکانے کی سہولت رہتی تھی۔ پاکستان بن گیا تو قادیانی امت کے دوسرے گدی نشین مرزا محمود احمد نے قادیان کے دیہاتی مریدوں کو حکم دیا کہ وہ اپنا کلیم داخل نہ کریں۔ کیونکہ ہم نے قادیان واپس جانا ہے۔ اس کی تہہ میں یہ فلسفہ کارفرما تھا کہ چونکہ ان زمینوں کی رجسٹریشن صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مرغ دست آموز کے نام ہی تھی۔ اس لیے اگر مرید بھی کلیم داخل کرا دیتے تو جعل سازی کا بھانڈا پھوٹ جاتا اس نے مرزا محمود احمد نے کروڑوں کی یہ جائیداد بھی پاکستان میں حاصل کر لی۔ اور مرید دیکھتے ہی رہ گئے

(۳) ربوہ میں بھی یہی ڈرامہ دہرایا گیا اور لیز پر لی گئی زمین ربع صدی تک سب لیز ہولڈرز کے نام بغیر کسی رجسٹریشن کے منتقل ہوتی رہی اور کروڑوں روپیہ کے حکومتی ٹیکس ہضم ہوگئے۔ اب بھی یہ زمین کسی مسلمان کو فروخت نہیں ہو سکتی اس لیے یہ لیز فی الفور ختم کی جائے۔

(۴) قادیانی اپنی خاص تطہیر ذہنی کے سبب ملک، قوم اور حکومت سے زیادہ اپنی جماعت کے وفادار ہیں۔ اور غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد ان کے نوبل پرائز یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا استعفیٰ دے کر ملک سے باہر چلے جانا اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ اس لیے انہیں کلیدی اسامیوں سے برطرف کیا جائے اور ان کی آبادی کے مطابق انہیں ملازمتیں دی جائیں۔

غلام احمد قادیانی کافر اور دھوکہ باز تھا وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ

اس نے قرآنی آیات کو غلط معنی پہنائے اور منصوبہ بندی کے ساتھ خود کو نبی اور مسیح منوانے کی کوشش کی

اس کی تمام پیش گوئیاں غلط نکلیں۔ عدالت نے قادیانیوں کی درخواست مسترد کر دی

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

اسلام آباد (اے پی پی) وفاقی شرعی عدالت نے اتوار کو اپنا دو تفصیلی فیصلہ جاری کر دیا ہے۔ جس میں بعض قادیانیوں کی جانب سے دائر کردہ درخواست مسترد کر دی گئی تھی۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں قرار دیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر اور دھوکے باز تھا۔ اس نے قرآنی آیات کو غلط معنی پہنائے اور منصوبہ بندی کے ساتھ خود کو نبی اور مسیح منوانے کی کوشش کی۔ اس کی تمام پیشین گوئیاں غلط نکلیں۔ فیصلہ میں کہا گیا ہے کہ قادیانیوں کی جانب سے اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے مسلمانوں کو ایذاء پہنچتی ہے اور امن عامہ کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ قانون نافذ کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ اس قانون سے قادیانیوں کے حق عبادت میں مداخلت نہیں کی گئی۔ فیصلہ میں مزید کہا گیا ہے کہ قائداعظم یا پاکستان کا قادیانیوں سے کوئی معاہدہ نہیں تھا۔ چوہدری ظفراللہ خان نے قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شرکت ہونے سے انکار کر دیا تھا۔

وفاقی شرعی عدالت نے اتوار کو اپنا دو تفصیلی فیصلہ جاری کر دیا ہے جس میں قادیانیوں کی جانب سے دائر کردہ درخواست مسترد کر دی تھی۔ درخواست میں قادیانی آرڈی ننس کو چیلنج کیا گیا تھا۔ فیصلہ ۲۲۴ بڑے صفحات پر مشتمل ہے۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا ہے کہ قادیانی آرڈی ننس کسی بھی طرح قرآن وسنت کے احکام کے منافی نہیں ہے۔ قادیانی مذہب سے تعلق رکھنے والے بعض افراد نے وفاقی شرعی عدالت سے استدعا کی تھی کہ قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی اور تعزیر سے متعلق آرڈی ننس مجریہ ۱۹۸۴ء میں شامل دفعات کو قرآن وسنت کے منافی قرار دیا جائے۔ وفاقی شرعی عدالت نے درخواست کی تفصیل سے سماعت کی۔ عدالت میں دوسری باتوں کے علاوہ جو نکات اٹھائے گئے اس میں یہ سوال بھی شامل تھا کہ کیا حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد نبوت کا سلسلہ قطعی طور پر ختم ہو گیا ہے اور وہ آخری پیغمبر تھے، جن کے بعد اب کسی قسم کا کوئی اور نبی نہیں آسکتا؟

عدالت نے قرآن وسنت اور سُنّی اور شیعہ دونوں فرقوں کے مستند اور نامور مفسّرین کی تشریحات اور آراء کو پیش کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا ہے کہ حضرت محمد مُصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نبوت کا سلسلہ قطعی طور پر ختم ہو چکا ہے اور یہ کہ حضور اکرم آخری نبی تھے، جن کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

عدالت سماعت کے بعد جن نتائج پر پہنچی ہے ان کو قلمبند کرتے ہوئے اس نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اس دنیا میں امت مسلمہ کے ایک فرد اور اسلامی شریعت کے ایک پیروکار کے طور پر ظاہر ہوں گے۔ اور یہ کہ مرزا غلام احمد نہ مسیح موعود تھا نہ مہدی

اس قانون سے قادیانیوں کے حق عبادت میں مداخلت نہیں کی گئی

چوہدری ظفر اللہ نے قائداعظم کی نماز جنازہ میں شرکت سے انکار کر دیا تھا

جو لوگ قرآن پاک کی واضح اور عمومی آیات کو ان کی تاویل اور تخفیف کے ذریعے غلط معنی پہناتے ہیں۔ وہ مومن نہیں ہیں۔ اور چونکہ مرزا غلام احمد نے یہی کیا تھا۔ اس لئے وہ کافر تھا۔

مرزا غلام احمد کی زندگی کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دھوکے باز اور بے ایمان آدمی تھا۔ اس نے درجہ بدرجہ اور منصوبے کے ساتھ اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ خود کو محدث اور بعد میں ظلی اور بروزی نبی اور رسول اور مسیح منوانے کی کوشش کی، اس کی تمام پیشگوئیاں غلط پائی گئیں۔ لیکن اپنے مخالفین کے تمسخر سے بچنے کے لئے اس نے بعض اوقات اپنی تحریروں کی اس طرح تاویل کی ہے کہ اس نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ مرزا غلام احمد نے خود اس بات کا اعلان کیا کہ خدا نے اس پر وحی کی ہے کہ جس شخص تک میرا یعنی مرزا غلام احمد کا پیغام پہنچے اور وہ مجھے نبی قبول نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہے

مرزا غلام احمد کے بارے میں یہی بات چوہدری ظفر اللہ خان نے کہی تھی جنہوں نے قائداعظم کی نماز جنازہ میں شریک ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ خود قادیانی مرزا غلام احمد کے پیروکار مسلمانوں کو اذان دینے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

عدالت کے اخذ کردہ نتائج کے مطابق قائداعظم یا پاکستان کا قادیانیوں کے ساتھ کوئی معاہدہ یا عہد و پیمان نہیں تھا کہ انہیں مسلمان سمجھا جائے گا۔ یا ان کو اسلام کے نام سے اپنے عقیدے کی تبلیغ کرنے دی جائے گی۔ اور یہ کہ انہیں مسلمانوں کے طور پر عمل کرنے کی اجازت دینے سے انکار کرنے کے یہ معنی نہیں کہ ان کے اپنے مذہب کے حق عبادت میں مداخلت کی گئی ہے۔ وہ ایسا کر سکتے ہیں جب تک کہ وہ خود کو مسلمان ظاہر نہ کریں یا لوگوں کو اپنے عقیدے پر لانے کے لئے اس عقیدے کے بارہ میں غلط بیانی سے کام نہ لیں۔

> **قادیانیوں کی جانب سے اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے مسلمانوں کو ایذا پہنچتی ہے اور امن عامہ کے مسائل پیدا ہوتے ہیں جس کی وجہ سے قانون نافذ کرنا ضروری ہو گیا تھا**

ام المؤمنین، امیرالمؤمنین، خلیفۃ المؤمنین کے کلمات کے استعمال سے یہ دھوکہ ہو سکتا ہے کہ ایسے لوگوں کے حامل مسلمان ہیں۔ اسی طرح رضی اللہ عنہ کا کلمہ قرآن پاک میں رسول اکرم کے صحابہ کرام کے لئے بطور فضل و رحمت استعمال ہوا ہے اسی طرح مسلمان صحابی اور اہلبیت کے کلمات بالترتیب رسول پاک کے صحابہ اور ان کے خاندان کے افراد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ قادیانیوں کی طرف سے خود کو مسلمان ظاہر کرنے، مسلمانوں کی طرح عمل کرنے اور مسلمانوں کی مقدس شخصیات اور مقامات کے خطابات، القابات اور ناموں کا استعمال کرنے پر اصرار کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو ہمیشہ تکلیف اور ایذاء پہنچتی ہے۔ اور امن عامہ کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مملکت کے لئے قانون نافذ کرنا ضروری ہو گیا۔ عدالت نے کہا ہے کہ قادیانیوں اور لاہوریوں کی طرف سے مسلمانوں کی مقدس شخصیات اور مقامات کے خطابات اور القابات کے استعمال اور خود کو مسلمان اور اپنے مذہب کو اسلام قرار دینے اور مسلمانوں کی طرح اذان دینے پر آرڈیننس نمبر ۲۰ کے تحت جو سزا یا جرمانہ مقرر کیا گیا ہے وہ ایک جائز قانون ہے۔

بقیہ: قادیانی آرڈیننس

(۵) ربوہ میں کارخانے اور فیکٹریاں لگائی جائیں۔ اور اسے تحصیل بنا دیا جائے۔ تاکہ لوگوں کو سرکاری کاموں کے سلسلہ میں روز آمد و رفت کی وجہ سے ، قادیانی کھل کھیل سکیں اور یہ فی الواقع کھلا شہر بن جائے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ راولپنڈی مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۸۴ء)

آخری قسط

امیر شریعت حضرت مولانا

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

تحریر:- جناب مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت آپ کی قیادت میں چلی۔ اگرچہ تحریک مقدس تشدد کا شکار ہوگئی۔ اور بظاہر ناکام ہوگئی۔ لیکن اس تحریک میں دی جانے والی قربانیاں اور شہیدان وفا کا خون رنگ لایا۔ اور ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ بات دور نکل گئی میں کہہ رہا تھا۔ کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کو شاہ جیؒ نے چار چاند لگا دیے۔ درحقیقت قیام پاکستان سے قبل مجلس تحفظ ختم نبوت مجلس احرار کا شعبہ تبلیغ تھا۔

اس وقت کے تمام جید علماء اس کے ہم نوا تھے۔ آغا شورش کاشمیریؒ فرماتے ہیں کہ "شاہ جیؒ کی روایت کے مطابق حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ نے احرار کو مشورہ دیا تھا۔ کہ اپنی جماعت میں ایک غیر سیاسی شعبۂ تبلیغ اس غرض سے قائم کریں۔" چنانچہ چوہدری افضل حقؒ "رئیس الاحرار" مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ، مولانا مظہر علی اظہر، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ مولانا محمد حیات فاتح قادیان اس شعبہ کے عاملہ کے ارکان مقرر ہوئے۔ میاں قمرالدین اچھرہ لاہور سرپرست مقرر ہوئے۔ اور میاں صاحب نے بے شمار پیسہ صرف کیا

قیام پاکستان کے بعد اسی شعبہ تبلیغ کو مستقل حیثیت دے دی گئی۔ اور مجلس تحفظ ختم نبوت نام رکھا گیا۔ شاہ جیؒ تادم زیست مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر رہے۔ اس لحاظ سے آپ کی مدت امارت و قیادت ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء تک ۶ سال ۸ ماہ ۹ دن بنتی ہے۔

سانحۂ رحلت

آپ کی آدھی زندگی ریل میں گذری اور آدھی جیل میں۔ ریل اور جیل نے آپ کو بیماری کا گھر بنا دیا تھا۔ پہلے پہل فالج گرا۔ اس پر قابو پالیا گیا۔ موت سے کچھ عرصہ قبل ذیابیطس کا حملہ ہوا۔ علاج کرایا جاتا رہا۔ اس وقت کے صدر مملکت محمد ایوب خاں مرحوم نے نشتر ہسپتال کے عملہ کو حکم صادر کیا کہ گراں سے گراں قدر علاج کیا جائے۔ تو آپ کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ لیکن موت کا وقت مقرر ہے جس میں تاخیر و تقدیم ممکن نہیں۔ لاہور میں سلطان فونڈری کے مالکان مولوی محمد افضل، مولوی محمد اکرم جو آپ کے عقیدت مندوں سے تھے۔ روپیہ پانی کی طرح بہایا۔ لیکن ۱۴ اگست ۱۹۶۱ء کو آپ کی حالت دگرگوں ہوگئی۔ موت نے بال و پر نکالنے شروع کیے۔ تاآنکہ ۲۱ اگست کا دن آگیا۔ سوا چھ بجے شام آسمان خطابت کا شہسوار آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت کا محافظ اپنے لاکھوں مداحوں کو چشم پرنم چھوڑ کر اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوا۔ یاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔

حکومت کی طرف سے کمشنر ملتان نے قلعہ کہنہ قاسم باغ میں تدفین کی پیشکش کی گئی۔ لیکن مناسب یہ سمجھا گیا۔ کہ آپ کو عام قبرستان میں دفن کیا جائے۔ ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوئے سمندر نے جنازہ اٹھایا نماز ظہر کے ایمرسن کالج گراؤنڈ کی طرف جنازہ پڑھا۔

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220

نعت

حُسنِ یقین و مطلعِ ایماں حضورؐ ہیں
سیرت ہے جن کی معنئ قرآں حضورؐ ہیں

تاریکیوں میں مہرِ درخشاں حضورؐ ہیں
قندیلِ نور، رحمتِ یزداں حضورؐ ہیں

سب کو ہے آپ ہی کی شفاعت کا آسرا
روزِ جزا، نجات کا عنواں حضورؐ ہیں

وابستۂ کرم ہے دو عالم کی آبرو
ناموسِ زندگی کے نگہباں حضورؐ ہیں

انسانیت کو مل گئی معراج آپؐ سے
وجہِ فروغِ عظمتِ انساں حضورؐ ہیں

ہے انکے ابرِ لطف سے ہر ذرہ فیض یاب
جن کا ہے کائنات پہ احساں حضورؐ ہیں

ان کا جمال گلشنِ ہستی کا رنگ و نور
آئینہ دارِ حسنِ بہاراں حضورؐ ہیں

حافظؔ سے کیا ہو مدحتِ محبوبِؐ کبریا
دونوں جہاں ہیں جن کے ثنا خواں حضورؐ ہیں

حافظؔ لدھیانوی